

یُو تَوانی کی تُو بہاری تَجدید
 نمبر 3417
 ایک وعظ
 شائع شدہ، جمعرات 30 جولائی 1914
 واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجن
 مقام: میٹروپولیٹن ٹیبرنیکل، نیونگٹن
 بموقع: جمعرات کی شام، 24 فروری 1870

”وہ جو تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے“
 ”تاکہ تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو جاتی ہے۔“
 (زبور 103:5)

اس دل آویز زبور میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ داؤد اپنے دل میں ہر اُس بات میں حمد کا سامان پاتا ہے، جس کے بارے میں وہ غور کرتا ہے۔ کچھ ایسے اُداس، پڑمردہ، شکوہ کن اور ناشکرے دل بھی ہوتے ہیں جو ہر جگہ شکوہ کرنے کا سبب ڈھونڈ لیتے ہیں؛ مگر داؤد کے جیسے شخص کی رُوح تو ہر گُل سے شہد چوستی ہے، اور ہر حال میں خُدا کی تمجید کرتا ہے۔

میں نے ابھی تلاوت کرتے وقت دیکھا کہ ان میں سے بہت سی باتیں اوروں کو رُلا دیتی ہیں، مگر داؤد کی رُوح سے تو صرف نغماتِ حمد ہی نکلے۔ مثال کے طور پر: ”وہ جو تیری سب بدکاری کو بخشتا ہے“ کچھ لوگ تو ہمیشہ اس پر روتے رہتے کہ اُن کے گناہ ہیں، اور وہ گناہ بوجھ ہیں؛ لیکن داؤد گناہ کو معاف شدہ جان کر گاتا ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو خُدا کے حضور اپنی عافیت کے نہ ہونے پر نوحہ کرتے، اپنی بیماریوں کی شکایت کرتے، مگر داؤد گاتا ہے: ”وہ جو تیری سب بیماریوں کو شفا دیتا ہے۔“ پڑمردہ دل لوگ موت کے بارے میں، اور موت کے بعد کیا ہو گا، اس پر ہراساں رہتے ہیں؛ مگر داؤد کہتا ہے: ”وہ جو تیری جان کو ہلاکت سے چھڑاتا ہے۔“

اور اب، اپنی دُنیاوی اور رُوحانی برکات پر نظر ڈالتے ہوئے، وہ اپنے ترانے کے تاج کے طور پر یہ آیت قلمبند کرتا ہے: ”وہ جو تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے، تاکہ تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو جاتی ہے۔“

—میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ پہلے اس آیت میں—اور غور کرتے ہوئے یہ دعا بھی کریں کہ آپ اسے پائیں

۱

سیرابی:-

داؤد اپنی جان کے مُنہ کے اچھی چیزوں سے سیر ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ سیرابی—کیا نایاب لفظ ہے! یہ تو چاندی کی گھنٹی کی مانند گونجتا ہے—سیرابی! نہ انگلستان کا دولت مند ترین شخص اسے پا سکا، نہ سب سے بڑا فاتح اسے جیت سکا، نہ ہی سب سے متکبر بادشاہ اسے حُکم دے سکا۔ سیرابی! انسان کے لیے یہ اتنی ہی غیر طبعی ہے جتنی جونک کے لیے یہ کہ وہ اپنی پیاس اور اپنی فریاد ”لا، لا“ سے باز آ جائے۔

جیسے یہ گمان محال ہے کہ سمندر بھر جائے اور اُس کی موجیں تھم جائیں، ویسے ہی یہ گمان بھی محال ہے کہ انسان کا دل سیر ہو جائے۔ یہ ایک رُوحانی نعمت ہے، ایک فیض ہے جو اُس خُدا سے آتا ہے جو واحد سیر کرنے والا ہے۔ وہ خُدا جو آپ ہی میں کامل کفایت رکھتا ہے، وہی انسان کے دل کو بھرنے کے لیے کافی ہے۔ سیرابی! اس کا مطلب ہے کفایت، اور کفایت ایک ضیافت ہے۔

داؤد کو دُنیاوی اشیاء میں بھی کافی ملا، اور اُمید ہے کہ ہم کو بھی۔ اگر ہم رسول کی مانند سوچیں تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ جب کھانا اور پوشاک حاصل ہو تو ہم قناعت کرتے ہیں۔ داؤد کو رُوحانی دولت بھی ملی، اور یہی اُس کے لیے کافی تھی—اور ہم کو بھی، کیونکہ اگر ہمارے پاس مسیح ہے تو ہمارے پاس سب کچھ ہے؛ کیونکہ پہلے تو مسیح ہی سب کچھ ہے، اور پھر وہ جس نے اپنے بیٹے کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کے لیے اُسے حوالہ کر دیا، وہ اُس کے ساتھ ہمیں سب کچھ کس طرح نہ دے گا؟ چنانچہ، سب کچھ تمہارا ہے، خواہ حال کی چیزیں ہوں یا اُنندہ کی؛ سب کچھ تمہارا ہے، اور تم مسیح کے ہو، اور مسیح خُدا کا ہے۔

چنانچہ تمہارے پاس کافی ہے کیونکہ تمہارے پاس سب کچھ ہے۔ تمہاری رُوح جو کچھ رکھتی ہے اُس پر قانع ہے—بلکہ قناعت سے بھی بڑھ کر، تم داؤد کے ساتھ کہہ سکتے ہو: ”میرا پیالہ لبریز ہے۔“ جب تم نے مسیح کو اپنی جان میں قبول کیا، تو تم نے اپنی جان کی گنجائش سے بڑھ کر پایا، اور تم خُدا کی کُل معموری سے معمور ہو گئے۔

یہ عبارت سیرابی کے ذکر میں ایسے الفاظ لاتی ہے جو خود سیرابی کو ظاہر کرتے ہیں: ”جو تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے۔“ جان میں ذائقہ چکھنے کی حس ہے۔ یہاں اس کو اُنچی اور رُوحانی مسرت کے استعارہ کے طور پر لایا گیا ہے۔ ہم محض خُدا کی نیک رحمتیں قبول نہیں کرتے بلکہ اُن سے لطف بھی لیتے ہیں۔ ہم نے اُن کا ذائقہ چکھنے کی قوت نہیں کھوئی۔ ہم الہی رحمت کے شہد کو ایسے نگلتے نہیں جیسے بیضہ کے بے ذائقہ سفید حصّے کو، بلکہ رُوح القدس کے سیکھانے اور حواس کے تربیت پانے کے باعث ہم اُس کے ذائقہ کو پہچانتے اور اُس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

وہ تیری جان کو سیر کرتا ہے ”ہم سب میں لذت کے لیے خواہشات ہیں جو طبعی ہیں؛ اور مومنوں میں اور بھی اُنچی لذتوں کی خواہشات ہیں، اور فی الحال یہ خواہشات پوری ہو جاتی ہیں، جب تک کہ ہم اُس دیار میں نہ پہنچیں جہاں ہماری گنجائش بڑھائی جائے گی اور ہماری خواہشیں بھی بڑھ جائیں گی، اور وہاں بھی ہم اُس کے گھر کی چکنائی سے خوب سیر ہوں گے اور اُس کی خوشیوں کے دریا سے ابدالاباد پئیں گے۔

اُس وقت تک ہم مسیح میں قانع ہیں، اُس کی نجات میں قانع ہیں، رُوح القدس میں قانع ہیں، اُس کی سب فیضان بخش کارگزاریوں میں قانع ہیں، فضل کے عہد میں قانع ہیں، اُس کی پختگی میں قانع ہیں، اُس کی فراخی میں قانع ہیں، خُدا کی محبت میں قانع ہیں، بلکہ خُدا کے ہر ارادہ میں قانع ہیں—کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس کی مرضی ہماری مرضی ہے۔ پس کافی بھی ہے اور اُس کافی کا لطف بھی حاصل ہے۔

غور کرو کہ یہ عبارت کہتی ہے: ”جو تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے“—دیکھو کہ یہ سیرابی کتنی متنوع ہے۔ دی ہوئی رحمتیں صرف اچھی نہیں بلکہ اچھی چیزیں ہیں۔ ایماندار کی رُوحانی دولت ہر قسم کی اچھی چیزوں سے عبارت ہے۔ جیسا کہ پچھلے جمعرات ہم نے بتایا تھا، ہم سب نے مسیح کی معموری میں سے پایا، اور فضل پر فضل۔ وہ مزید فضل دیتا ہے۔ وہ سب فضل کا خُدا ہے۔ ہر طرح کی برکات ایماندار کے لیے مہیا ہیں، اور یہ سیرابی اُن سب برکات کے پانے کا نتیجہ ہے جن کی اُسے کبھی حاجت پڑ سکتی ہے۔

وہ تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے ”یعنی خون سے خریدے ہوئے معافیاں، راستبازی جو کامل اور مکمل ہے،“ فرزندیت اور اُس سے منسوب سب امتیازات، تقدیس اور اُس کے سب فیضان بخش نتائج۔ یہ اچھی چیزیں ہیں—انتہائی اچھی چیزیں! نہ صرف اچھے عقیدوں اور اچھے خیالات پر تمہارا گزارا ہے بلکہ حقیقی چیزوں، حقیقی برکات پر—اور یہ سب ایک ہی قسم کی نہیں بلکہ اُس درخت کے پھل کی مانند ہیں جو خُدا کے تخت کے پاس کھلتا ہے اور ہر مہینے نیا پھل دیتا ہے، اور ہر آنے والے بھوکے کے ذائقہ کو راضی کرنے کے لیے متنوع پھل رکھتا ہے۔

یہ اچھی چیزیں اس قدر حقیقی طور پر اچھی ہیں کہ کبھی بُری نہیں ہو سکتیں، بلکہ ہماری بُری حالتوں کو بھی بھلائی میں بدل دیتی ہیں—یعنی ہمارے تلخ ذکھ کو شیرین بناتی ہیں، اور ہماری آزمائشوں کو خوشیوں میں بدل دیتی ہیں۔ جس کو مسیح مل گیا، اُسے ایسی نیک چیز ملی کہ اُس کی نیکی کو زبان بیان نہیں کر سکتی۔ جس کو ازلی محبت اور اُس گہری بے پایاں چشمہ سے پھوٹنے والے سب چشمے مل گئے، اُسے ایسی چیزیں ملی ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ میں اچھی ہیں—جیسے کہ خُدا آپ ہے جو اپنی ذات میں نیک ہے۔ اے ایماندار! تیرا نصیب کیا ہی مُبارک ہے کہ نیک خُدا سے نیک چیزیں پاتا ہے، اُن کی فراوانی پاتا ہے، اور اُن کے لطف میں اس قدر محو ہوتا ہے کہ تیری جان کہتی ہے: ”میں قانع ہوں، یہ کافی ہے، میں راضی ہوں، میری جان ”خُدا کی اچھی چیزوں سے لبریز ہے۔“

مزید یہ کہ یہ سیرابی دائمی ہے۔ عبارت حال کے صیغہ میں ہے: ”جو تیری جان کو اچھی چیزوں سے سیر کرتا ہے“—یہ نہیں کہا کہ ”سیر کی تھی“، حالانکہ وہ بھی سچ ہے، کیونکہ جب میں پہلی بار اُس کے پاس آیا اور اپنے خُداوند یسوع کی جلالی خوبصورتی دیکھی، اُس وقت اُس نے میری جان کو سیر کیا۔ اُس کے بعد بھی بار بار اُس نے اپنے بندہ کو ضیافت کے دسترخوان پر بٹھایا، اور دشمنوں کے روبرو لطف بخش کھانا کھلایا۔

مگر یہاں لفظ حال میں ہے—یعنی وہ جو اب سیر کرتا ہے، اور کل جب اُنے گا تب بھی تیرا موجودہ مددگار ہو گا، اور تب بھی سیر کرے گا؛ وہ جو نہ صرف آسمان میں تجھے سیر کرے گا—اگرچہ یہ بھی سچ ہے، کیونکہ ”جب میں اُس کی شبیہ میں جاگ اٹھوں گا، تب میں سیر ہوں گا“—بلکہ جو ابھی، تیری موجودہ گنجائش کے مطابق، تجھے یہاں نیچے مسلسل سیر کرتا ہے—نہ نیچلی چیزوں سے، بلکہ اُنچی چیزوں سے، خُدا سے سیر کرتا ہے، جب کہ ابھی خُداوند سے جُدا ہے۔

یہ حال کا صیغہ اس برکت کو کیا ہی دل آویز بناتا ہے! مگر یہی وہ ہے جس تک دُنیا دار نہیں پہنچ سکتا۔ اُس کی سب اچھی چیزیں ماضی یا مستقبل میں ہوتی ہیں۔ مگر مسیح کا حقیقی دین آج کا نعرہ رکھتا ہے—آج کی نجات۔ آسمان کے نیچے کوئی اور دین نہیں، سوائے خُدا کے انجیل حق کے، جو موجودہ نجات سیکھاتا ہو۔

پس میں محبت سے ان الفاظ کے حال کے صیغہ پر ٹھہرتا ہوں: "جو سیر کرتا ہے" — "آج" — تیری جان کو آجھی چیزوں سے — جو تجھے ابھی ایک خوش ایماندار، ایک شادمان ایماندار، ایک پُر امید ایماندار، ایک قانع خُدا کا فرزند بناتا ہے، جو خُداوند یسوع مسیح کے ظہور کا انتظار کرتا ہے، اور یہ اُمید رکھتا ہے کہ وہ منتظر اور ساجد جماعت میں پایا جائے جو روح میں مسیح یسوع کی عبادت کرتی ہے اور جسم پر بھروسہ نہیں کرتی۔

یہ تو عبارت کا پہلا خیال ہے — سیرابی۔
— اب آئندہ خیال کی طرف بڑھتے ہیں

II

تجدید: :

تاکہ تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو جائے" — اے عزیزو، اس کی حاجت ہے۔ ہر ایک مسیحی کو ضرورت ہے کہ اُس کی جان بحال ہو، تازہ کی جائے، پھر سے زور آور بنائی جائے، اور نئی زندگی کی حرارت پائے۔ نجات پانے والوں کو ہمیشہ ضرورت رہتی ہے کہ اُن کو اُن کی پہلی محبت کی حالت میں لوٹایا جائے، اور یہی وعدہ ان الفاظ میں ہمیں ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی ضرورت ہے — اُول اس لیے کہ رُوحانی زندگی میں بھی روزمرہ کی گھس پٹ اور تھکن اُسی طرح اثر کرتی ہے جیسے دُنویوی زندگی میں۔ تم خُدا کی خدمت نہیں کر سکتے، نہ اُس کی تعجید کر سکتے ہو، نہ دعا مانگ سکتے ہو، نہ کوئی کام کر سکتے ہو، بغیر اس کے کہ اپنی قوت میں سے کچھ خرچ نہ کرو؛ اس لیے تمہیں اُس قوت کے تجدید کی حاجت ہے۔

پھر، ایسی دُنیا میں جہاں آزمائشوں سے کشتی کرنی پڑتی ہے، معاشرہ کے بہاؤ کے مخالف چلنا پڑتا ہے، اور نہ جانے کیسی کیسی مشکلیں راہ میں آتی ہیں، یہ سب ہماری قوت کو کم کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں ضرورت ہے کہ راہ میں بہنے والے نالے سے پھر سے پی لیں، تاکہ اپنا سر دوبارہ اُٹھا سکیں۔ رُوحانی زندگی کی معمولی گھس پٹ ہی اس تجدید کو لازم بناتی ہے۔

اس کے علاوہ، ہم اکثر گناہ آلود تنزّل کے شکار ہو جاتے ہیں۔ گِر جانا یا پیچھے ہٹ جانا مومنوں میں ایک عام کمزوری ہے۔ ہم کبھی خُدا کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی تک چڑھ سکتے ہیں، مگر جلد ہی ہمارے قدم ڈھلوان کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہترین آدمیوں میں بھی گناہ کی طرف ایک کشش پائی جاتی ہے۔ کاش یہ نہ ہوتا! مگر ہمیں بخوبی شعور ہے کہ ایسا ہی ہے، اسی لیے ہمیں پھر سے تازہ ہونے کی ضرورت ہے۔

اور پھر، بعض اوقات ہم غم انگیز رُوحانی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں — میرا مطلب اُن بیماریوں سے ہے جو گناہ سے الگ ہوں۔ ہم دل شکستہ ہو سکتے ہیں، ہم میں کم ہمتی اور خوف پیدا ہو سکتا ہے، ہم شرمیلے اور سہمی ہوئے بن سکتے ہیں، حتیٰ کہ ناامیدی کی سرحد تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہم داؤد کے ساتھ پکار سکتے ہیں: "تیرے سب آب و موج مجھ پر گزر گئے؛ میرا دل غم کے باعث فنا ہو گیا" — ہم بالکل پست ہو سکتے ہیں۔ تو پھر بھی ہمیں تجدید کی ضرورت ہے۔ پس، گھس پٹ، گناہ کی طرف مائل تنزّل، اور ذہنی و رُوحانی بیماریوں — ان سب کے باعث ہمیں اکثر نئی تازگی درکار ہوتی ہے۔

اب دیکھو، اُس تجدید کی خاص فضیلت جو اس عبارت میں بیان ہوئی ہے۔ داؤد کہتا ہے: "تاکہ تیری جوانی نئی ہو جائے"۔ مومن کی جوانی میں بہت کچھ ایسا ہے جو قابلِ ستائش ہے۔ جوانی حُسن کا وقت ہے۔ کچھ عرصہ بعد پیشانی پر شکنیں ڈال دی جاتی ہیں اور بالوں میں سپیدی بکھر جاتی ہے، مگر جوان مرد اور کنواری اپنی جوانی کے حُسن میں خوش ہوتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جوان مومن کو دیکھنا نہایت حسین منظر ہے۔ اُس کے پہلے جوش، پہلی محبت و غیرت، پہلی حسّاس پاکیزگی اور دل کی نرمی، چلنے میں احتیاط اور پاکیزگی — یہ سب کچھ ہمیں اُس پر فریفتہ کرتا ہے۔

لیکن شکر خُدا کا کہ جب ہماری مسیحی جوانی وقت کے اعتبار سے گزر جائے تو ہمیں یہ سب کچھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ شکر خُدا کا کہ وہ ہمیں بڑھاپے میں بھی رُوحانی جوانی لوٹا سکتا ہے؛ اور ایک بوڑھے مومن میں جو خُدا کے قریب رہتا ہے اور آسمان کی سرحد پر بسیرا کرتا ہے، ایک ایسا حُسن ہوتا ہے جو جوان مومن کے حُسن کی طرح دل آویز ہے۔ پس خُدا اپنے لوگوں کو ہر عمر کے موسم میں ایک مخصوص خوبصورتی بخشتا ہے، اور اُسی طرح اُن کی جوانی نئی کر دیتا ہے۔

جوانی پھر طاقت کا وقت ہے۔ جوان دوڑ سکتا ہے، وہ طاقتور ہے، یہاں تک کہ اُس کے پاس کچھ اضافی قوت بھی ہوتی ہے۔ اور مسیح یسوع میں جوان کس قدر طاقتور ہوتے ہیں! وہ طاقتور ہیں اور اُس شریہ کو مغلوب کر چکے ہیں۔ افسوس، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ برسوں کا بڑھنا فضل میں بڑھنے کے ساتھ نہیں ہوتا، اور ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ وقت گزرنے کے ساتھ کمزور اور ناتواں ہو جاتے ہیں۔

لیکن خُدا ہم کو ہماری ساری پہلی طاقت واپس دے سکتا ہے۔ جو خدمت کی قوت ہمیں مسیحی زندگی کے پہلے بیس برسوں میں حاصل تھی، وہ پھر سے ہمیں مل سکتی ہے۔ چاہے ہم بھوکی رُوحانی تربیت کے نیچے جی رہے ہوں اور اپنی طاقت کھو بیٹھے

ہوں، چاہے ہم نے مسیح کے ساتھ رفاقت میں کوتاہی کی ہو اور اپنی جانفشانی کھو دی ہو — وہ سب پھر سے لوٹائی جا سکتی ہے۔ تب ہم پھر دوڑیں گے اور تھکیں گے نہیں، چلیں گے اور ماندہ نہ ہوں گے۔

جوانی جوش، حرارت، اور جُرأت کا وقت ہے۔ میں بڑھاپے کی دانائی اور پختہ احتیاط کی قدر گھٹانا نہیں چاہتا، لیکن دنیا میں جو بڑے کام ہوتے ہیں اُن کا زیادہ تر سہرا جوان خون کو جاتا ہے۔ کلیسیا میں بھی جوان خون کی آمد ضروری ہے، اور اگر نہ ہو تو کلیسیا کی حالت عموماً کمزور ہو جاتی ہے۔ مگر ضرور نہیں کہ ہمارا پہلا جوش اور جُرأت اور اُمید ختم ہو جائے۔ خُدا کسی بھی وقت ہمارے رُوحانی سفر میں اُن کو تازہ کر سکتا ہے۔

وہ ہماری جوانی کو عُقاب کی مانند نئی کر سکتا ہے — اپنے لیے ہمارا حوصلہ بڑھا کر، اپنے اوپر ہمارا بھروسہ تازہ کر کے، اپنی خدمت میں ہمارا زور بڑھا کر، اپنے لیے ہمارا عزم پختہ کر کے، اپنی خاطر خطروں کو مول لینے کا جذبہ دے کر، اور دوسروں کو مسیح کی محبت کا حال سنائے کی حرارت عطا کر کے۔ اگر تم نے وہ جوانی کھو دی ہے تو آج رات خُدا سے اُس کے لیے دعا کرو، اور وہ اپنے رُوح کے وسیلہ سے تمہاری جوانی کو نیا کر دے گا۔

حتیٰ کہ جوان بھی تھک جائیں گے اور ماندہ ہوں گے، اور جوان مرد بالکل گر پڑیں گے؛ لیکن جو خُداوند کا انتظار کرتے ہیں" وہ اپنی قوت کو نیا کریں گے، وہ عُقابوں کی مانند پروں پر اُڑیں گے، دوڑیں گے اور تھکیں گے نہیں، چلیں گے اور ماندہ نہ ہوں گے۔"

جوانی بھی خوشی کا وقت ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ جوان لوگ مسرور ہوں، اور جوان مومن بھی خوشی منائیں اور شادمان رہیں کیونکہ وہ ضیافت کے گھر میں لانے گئے ہیں۔ اکثر خُدا ہماری مسیحی زندگی کے ابتدائی حصے کو ہموار بناتا ہے، اور ہمیں اُن سخت آزمائشوں سے بچاتا ہے جو آگے چل کر ہمارے لیے ضروری ہوں گی۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ خُداوند کی خوشی کبھی مسیحی سے خُدا ہو جائے۔

میں نے بہت زیادہ نہیں، مگر کچھ ایسے مومن دیکھے ہیں جو اپنی زندگی کے روشن ترین دور کی مانند بیس برس تک یکساں خوش اور شادمان رہے۔ میں نہیں مانتا کہ رُوحانی تنزّل، خواہ وہ عام ہی کیوں نہ ہو، لازمی ہے؛ بلکہ یہ اتنا ہی غیر ضروری ہے جتنا یہ گناہ آلود ہے۔ ہم ہمیشہ اپنی پہلی خوشی اور لذت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

میں خود اقرار کرتا ہوں کہ جو مسیح میں خوشی مجھے بیس برس پہلے حاصل تھی، آج اُس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو کچھ اُس وقت مجھے اُس میں مسرور کرتا تھا، آج کے مقابلہ میں سطحی اور اُتھلا تھا؛ کیونکہ اب میری رُوح اُس کی خدمت، اُس کے کام، اُس کے لوگوں اور خصوصاً خود اُس میں کہیں زیادہ گہری مسرت پاتی ہے۔

کوئی وجہ نہیں کہ ہم جوان نہ رہیں۔ تمہارے ایک عزیز دوست، جو حال ہی میں آسمان کو چلے گئے، قریباً اسی برس کے تھے، مگر خُدا کی باتوں میں وہ ہم سب کی طرح جوان تھے۔ ہم میں کوئی اُن سے زیادہ اُمیدوار یا جُرأت مند نہ تھا۔ ہم مسیح کے لیے کوئی بھلا کام سوچتے تو وہ بجائے اِس کے کہ بڑھاپے کے سبب ہمیں روکیں، ہمیشہ کمر باندھ کر ایلہا کی مانند رتھ سے آگے دوڑنے کو تیار رہتے، اور اگر ہو سکے تو سب سے بڑھ کر کام کرتے۔

میری دعا ہے کہ ہمارا حال بھی ایسا ہی ہو — کہ ہم بڑھاپے میں بھی پھل لائیں تاکہ دکھائیں کہ خُداوند راست ہے۔ اور جب تک ہم زندہ رہیں، وہ ہماری جوانی کو عُقاب کی مانند نئی کرتا رہے۔

— پس ہم نے اِس عبارت میں سیرابی اور تجدید پر بات کی۔ اب تیسرے نکتہ کی طرف آتے ہیں

III

ایک تمثیل۔ :

تاکہ تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو جائے" — یہ کس طرح ہے؟ سقراط اور قدیم فطرت شناس کہا کرتے تھے کہ جب عُقاب بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اپنی پرانی چونچ اور پنجے اور پر کھو دیتے ہیں اور پھر سے جوان ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اُن زمانوں میں لوگ اِس پر ایمان رکھتے تھے، مگر شکر ہے کہ آج ایسا لغو کوئی نہیں مانتا۔

میں بالکل یقین رکھتا ہوں کہ داؤد نے اِسے نہیں مانا، کیونکہ میرا اعتقاد یہ ہے — اور جتنا زیادہ میں کتابِ مقدس کا مطالعہ کرتا ہوں اتنا زیادہ قائل ہوتا جاتا ہوں — کہ اگرچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائبل محض دین سکھانے کے لیے دی گئی ہے اور ہمیں اس میں سائنسی حقائق میں درستی تلاش نہیں کرنی چاہیے، یہ بات سراسر غلط ہے۔ بائبل کبھی فطرت کی تاریخ، طبعی قوانین یا کسی بھی بات میں خطا نہیں کرتی، بلکہ جس قدر یہ ایک بات میں مُلہم ہے اُسی قدر دوسری میں بھی۔

اس آیت میں کوئی اشارہ نہیں کہ داؤد کا مطلب وہی لغو عقیدہ تھا — ہرگز نہیں۔ بعض نے سمجھا ہے — اور میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل صحیح ہیں — کہ اس سے مراد عُقاب کا نیا پر نکالنا ہے۔ جیسے ہر پرندہ اس وقت پڑمردہ سا دکھائی دیتا ہے، مگر جب نئے پر نکل آتے ہیں تو وہ پھر سے جوان معلوم ہوتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ جن فطرت شناسوں کی تصانیف میں نے اس باب میں پڑھی ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ عُقاب کا پر جھڑنا اتنا شدید نہیں ہوتا کہ کوئی نمایاں تبدیلی پیدا کرے، اور اگر داؤد نے واقعی اس تبدیلی کو محسوس کیا تو وہ نہایت دقیق النظر مشاہدہ کرنے والے تھے۔ اور بعض کا خیال ہے — جو غالباً درست ہے — کہ یہاں اشارہ عُقاب کی مشہور طویل عمری کی طرف ہے، جو جب اور پرندے کئی پشتیں بدل چکے ہوتے ہیں، تب بھی زندہ رہتا ہے۔ چٹانوں کا یہ جلیل بادشاہ اُس وقت بھی جوان ہوتا ہے جب دوسری نسلیں مٹ چکی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہماری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہوتی ہے — یعنی ہماری رُوحانی زندگی زمانہ در زمانہ چلتی رہتی ہے، حتیٰ کہ وقت سے نکل کر ابدیت میں داخل ہو جاتی ہے۔

اُو اب ذرا غور کریں کہ عُقاب کی جوانی کس طرح نئی ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے چار باتوں میں — اُس کی نگاہ، اُس کی پرواز، اُس کی قوت اور اُس کی جنگ آؤدگی۔

عُقاب کی آنکھ نہایت تیز ہوتی ہے، مگر اگر اُس کی جوانی برابر تازہ نہ ہو تو اُس کی آنکھ دھندلا جائے۔ اسی لیے اُس کی بصارت بھی نئی کی جاتی ہے۔ ایمان والا بھی ایک عُقاب کی آنکھ رکھتا ہے۔ وہ عُقاب سے بھی آگے دیکھ سکتا ہے۔ وہ مروارید کے پھاتکوں سے پار دیکھ سکتا ہے، بلکہ اُس سے بھی آگے خُدا کے تخت تک، بلکہ اُس سے بھی آگے خُدا کے دل تک۔ وہ کہہ سکتا ہے:

میں محبت کے چشموں کا پتہ لگاتا ہوں
یہاں تک کہ اُن کے چشمہ گاہ تک، جو خُدا ہے؛
اور اُس کے قوی سینہ میں میں دیکھتا ہوں
"ازل سے میرے لیے محبت کے خیالات۔"

لیکن ایمان کی یہ عُقابی آنکھ اکثر بے ایمانی کے بادلوں سے ڈھک جاتی ہے، اور یہ ہمارے لیے برکت کی بات ہے کہ خُدا ہمارے ایمان کو بڑھاتا ہے تاکہ ہم پھر سے اُن دیکھے حقائق کو دیکھ سکیں اور اُن مناظر پر خوشی کریں جو کبھی فانی آنکھ کو دکھائے نہیں گئے۔

عُقاب ایک زبردست پرواز والا پرندہ ہے، اور یہ پرواز اُس کی جوانی کا حصہ ہے جو نئی کی جاتی ہے۔ وہ چھ سے اٹھ فٹ تک پروں کا پھیلاؤ رکھتا ہے، مگر جب اُڑان بھرتا ہے تو یکایک سورج کی روشنی میں غائب ہو جاتا ہے۔ کبھی وہ بلند اُڑتا ہے، کبھی سیدھی راہ میں آگے بڑھتا ہے۔

اسی طرح مسیحی بھی اپنی تجدید یافتہ جوانی میں خُدا کے ساتھ رفاقت میں بلند سے بلند اُڑتا ہے۔ اُس کا نعرہ یہ ہوتا ہے

اے میرے خُدا، میں تجھ سے قریب تر"
!قریب تر اؤں
— یہی میری پکار رہے گی
"تجھ سے قریب تر، تجھ سے قریب تر۔"

وہ عُقاب کی مانند اوپر اُڑتا ہے، یا کبھی اپنی راہ میں سیدھا بڑھتا جاتا ہے، طاقت سے طاقت پاتا ہوا یہاں تک کہ خُدا کے حضور پہنچے۔ یہ ہماری بڑی رحمت ہے کہ خُدا ہماری اُس قوت کو پھر سے تازہ کرتا ہے جو اُس کے ساتھ رفاقت کے لیے اور رُوحانی ترقی کے لیے ہے، جیسے وہ عُقاب کی جوانی کو نیا کرتا ہے۔

عُقاب زبردست طاقت بھی رکھتا ہے۔ اُسے طاقتور ہونا چاہیے، ورنہ جب وہ شکار اپنے بچوں کے لیے اُٹھاتا ہے تو جلد تھک جائے۔ ہم بھی جانوں کو خوراک دینے اور خُدا کی بادشاہی میں کام کرنے کے لیے قوت چاہتے ہیں، اور ہمیں ضرورت ہے کہ ہماری طاقت عُقاب کی مانند تازہ کی جائے تاکہ ہم ہر خدمت کے لیے مضبوط رہیں۔

پھر عُقاب جنگجو بھی ہے۔ وہ لڑائی کو دور سے سونگھ لیتا ہے اور جنگ میں لُطف پاتا ہے۔ مومن، اگرچہ امن پسند ہے، مگر جنگجو بھی ہے۔ جوانی سے ہی اُسے اپنی نفسانی خواہشوں سے لڑنا پڑتا ہے، اور بلند مقامات پر شرارت کی رُوحوں سے جنگ کرنی پڑتی ہے، اور اُسے روزانہ اس جنگ کے لیے تازہ قوت کی ضرورت ہے، جیسی عُقاب کی ہے۔ کاش ہم روز بروز یہ تجربہ کریں کہ ہماری جوانی ان سب پہلوؤں میں نئی ہو رہی ہے۔

اب عملی سوال یہ ہے — عُقاب کی جوانی کس سبب نئی ہوتی ہے؟ کیا یہ اس لیے نہیں کہ اُس کے اندر ایک زندگی ہے جو اُسے برابر تازہ کرتی رہتی ہے؟ خُدا نے عُقاب کو ایسی ساخت دی کہ وہ قائم رہے، اور اُس نے مومن کو بھی ایسا بنایا کہ وہ قائم رہے۔ اُس نے ہمارے اندر ایک زندہ، غیر فاسد بیج ڈال دیا ہے جو مر نہیں سکتا، اور جو آبِ حیات اُس نے ہمیں دیا ہے وہ ہمارے اندر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ کی زندگی تک اُلتا رہتا ہے۔ اسی لیے ہماری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہوتی ہے۔ یہ ایک مقدس فطرت ہے، یہ فضل کی ایک ابدی زندگی ہے جو ہمیں بخشی گئی ہے، اور اسی لیے ہماری جوانی نئی ہوتی ہے۔

عُقاب کی طاقت اُس خوراک سے نئی ہوتی ہے جو وہ کھاتا ہے۔ یہی تو آیت میں ہے: "جو تجھے اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے تاکہ تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو جائے"۔ جب عُقاب اپنا پیٹ بھرتا ہے تو پھر سے قوی ہو جاتا ہے؛ اور جب ہم خُدا کے کلام پر، خصوصاً مجسم کلام پر، خوراک پاتے ہیں — جب ہمیں اُس کا گوشت کھانے اور اُس کا خون پینے کا فضل ملتا ہے جیسا کہ روحانی لوگ جانتے ہیں — تب پھر ہماری جوانی نئی ہو جاتی ہے۔

عُقاب کی طاقت اُس ہوا سے بھی نئی ہوتی ہے جو وہ سانس لیتا ہے۔ یہ نیچے کی دُھواں آلود فضا نہیں، بلکہ وہاں اوپر، نیلے آسمان میں جہاں سب کچھ صاف و شفاف ہے۔ وہاں عُقاب پاکیزہ ہوا میں سانس لیتا ہے اور اپنی طاقت کو تازہ کرتا ہے۔ مومن بھی اپنی طاقت یہاں نیچے کے لالچ پرست، عیش پرست یا شہرت پرست ماحول میں نہیں بلکہ اوپر، خُدا کے ساتھ رفاقت کی بلند فضا میں سانس لے کر تازہ کرتا ہے۔ وہاں وہ پھر سے قوی ہو کر آسمان کے آسمانوں سے اُترتا ہے، اُس کا چہرہ نئی جوانی کی روشنی سے دمک رہا ہوتا ہے۔

عُقاب کی جوانی موسم کی واپسی سے بھی نئی ہوتی ہے، یا اگر وہ بات درست ہے جو بعض فطرت شناسوں نے کہی ہے تو اُس کا ایک خاص موسم ہے۔ اسی طرح جب خُدا کا رُوح ہم پر تازگی کے دن لے کر آتا ہے، جب ہم پھر سے رُوح القدس کی شبنم سے تر بتر ہو جاتے ہیں، جب ہمارا دل جدعون کی اون کی مانند بھیگ جاتا ہے، تب ہماری طاقت عُقاب کی مانند نئی ہو جاتی ہے۔

میں اس پر اور بھی کہہ سکتا ہوں مگر بات طول پکڑ لے گی، اس لیے بہتر ہے کہ آپ خود اس پر غور کریں۔ اور اس طرح میں — آپ کو اُس آخری صداقت کی طرف لے آتا ہوں جسے میں دل پر بٹھانا چاہتا ہوں

IV

ایک الہی مَحییٰ:

کیا داؤد یہ نہیں کہتا، "جو تجھے اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے؟" — اور یہاں اشارہ خُدا کی طرف ہے۔ او اس آخری نکتہ کو مختصر کروں، اور یہاں موجود ہر اُس ایماندار سے کہوں جو آسودہ ہو چکا ہے، جس پر فضل پھر سے بہا دیا گیا ہے، اور جس کی جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو گئی ہے — اے عزیز، یہ سب کچھ تُو نے خُدا ہی سے پایا ہے۔ تیری جان کبھی کسی اور سے نئی نہ ہوئی، مگر اُسی سے؛ تیرا دین کبھی کسی اور نے اچھی چیزوں سے نہ بھرا، مگر اُسی نے۔

ہر دنیوی نعمت پر اُس کی مہر ثبت ہے، کیونکہ وہی بھیجتا ہے۔ یہ تیرے گھر، یہ تیری اولاد، یہ تیرا معاش، سب اُسی کی بخشش ہیں۔ اور ہر روحانی برکت پر بھی تُو اُس کی ہی مہر دیکھے گا۔

اُس کے ہاتھ کا کوئی عطیہ ایسا نہیں"
"جو اُس کے دل کی ایک کراہ کے بغیر ہو۔

ہاں، یہ سب کچھ خُدا ہی سے آتا ہے؛ اسے یاد رکھ، اور اس کو اپنے دل میں عزیز رکھ۔ اس سے تیری جان اُس سے اور بھی لیٹ جائے، یہ سوچ کر کہ یہ سب برکتیں اُسی سے اُتری ہیں۔

پھر اگر یہ سب کچھ خُدا سے آیا ہے، تو یاد رکھ کہ یہ سب کچھ خُدا کے وسیلہ سے بھی ہے۔ اُس سے، اور اُس کے وسیلہ سے — یعنی کوئی نعمت نہ ہوتی اگر خُدا نے اُسے نعمت نہ بنایا ہوتا، اور کوئی روحانی بخشش تیری نہ ہوتی جب تک خُدا خود اُس بخشش میں نہ ہوتا۔ حقیقت میں، جب تک تُو خُدا کو نہ پائے، کوئی چیز بھلائی نہیں۔

تیری ذات سے کم کوئی شے"
"میرا تسلی بخش نہ سکے۔

زندگی روٹی سے زیادہ اُس حکم سے قائم ہے جو خُدا نے دیا ہے کہ روٹی ہمیں پالے، کیونکہ "آدمی صرف روٹی سے ہی زندہ نہ رہے گا بلکہ ہر اُس کلام سے جو خُدا کے منہ سے نکلتا ہے۔"

یوں عبادات تیری جان کو نہیں پاتیں، بلکہ عبادات میں خُدا پالتا ہے۔ یہ محض عشائے ربّانی کی روٹی اور مے نہیں، نہ بیتسمہ، نہ کسی فانی واعظ کا کلام، نہ حتیٰ کہ نجی دعا — بلکہ دعا میں خُدا، واعظ میں خُدا، عبادت میں خُدا — تاکہ تُو نہ صرف سب کچھ خُدا سے پائے بلکہ جو تجھے آسودہ کرتا ہے اور تجھے نئی قوت دیتا ہے، وہ خود خُدا ہے۔
 آہ! کہ تُو کہہ سکے: "اے میرے خُداوند اور میرے خُدا، خُداوند ہی میری جان کا حصہ ہے" — یہی تو اصل مٹھاس ہے۔

پس جب تُو سب کچھ خُدا سے اور خُدا کے وسیلہ سے پاتا ہے، تو سب کچھ خُدا ہی کو منسوب کر۔ کسی چیز کو شکر کے بغیر نہ گزرنے دے۔

نہ یہ سوچ کہ کچھ تجھے اتفاقاً مل گیا، نہ یہ گمان کر کہ کچھ تیرا حق یا تیرا کمایا ہوا ہے۔ ہر چیز پر خُدا کو دُعا دے۔ "اے سب قومو! اپنے ہاتھ بجاؤ، اُس کے صحنوں میں شکر گزاری کے ساتھ اُو، اُس کی ستائش کرو صحنوں سے، بلکہ بلند آواز والے صحنوں سے۔"

اپنے گیتوں میں اُسے سب سے عمدہ دو، کیونکہ اُس نے تجھے اپنی بہترین بخششیں دی ہیں۔ نیا گیت گا، کیونکہ تیرے پاس اُس کی نئی رحمتیں ہیں۔

اور جب تُو سب کچھ خُدا کو منسوب کرتا ہے، تو خیال رکھ کہ سب کچھ خُدا کے لیے استعمال کرے۔ اپنی دنیوی نعمتیں اُس کے لیے وقف کر، اور اپنی تمام آمدنی کے پہلوٹھے اُسے دے، تب تیرے کھیت اناج سے بھرے ہوں گے اور تیرے حوض نئی مے سے چھلکیں گے۔ اپنی تمام روحانی قوت خُدا کو دے، اور جب کبھی تُو تجدید پائے، تو یہ نہ سمجھ کہ یہ تیری اپنی قوت ہے اور تُو اُسے اپنی مرضی سے استعمال کر سکتا ہے، بلکہ جب خُدا کا رُوح تجھ پر حرکت کرے جیسے اُس نے دان کے لشکر میں شمشون پر کی، تو نکل اور خُدا کے دشمنوں کو مار، جیسے اُس نے مارے۔ مالک کے کام میں مدد دے، مالک کے بچوں کی خبر لے، مالک کی بھیڑوں کی دیکھ بھال کر، مالک کے دشمنوں سے لڑ، اور یوں تیرا دہن اچھی چیزوں سے بھرا رہے گا اور تیری جوانی عُقاب کی مانند نئی ہو گی، کیونکہ خُدا دیکھے گا کہ تُو اُسے ضائع نہیں کرتا اور نہ اپنے لیے خرچ کرتا ہے، بلکہ سب اُسی کو دیتا ہے۔

مجھے سخت دکھ ہے کہ ایسا مضمون سب پر اثر نہ کرے۔ افسوس! یہاں بعض ایسے ہیں جو آسودہ نہیں، اور اے عزیز سنے والے، تُو کبھی آسودہ نہ ہو گا جب تک مسیح کو نہ پائے۔
 یہاں بعض ایسے ہیں جن کی جوانی نئی نہیں ہوئی؛ بلکہ یہ افسوس کی بات ہو گی اگر ہو جائے۔ تجھے نئے سرے سے جنم لینا ضروری ہے، ہاں، لازمی ہے کہ تُو نئے سرے سے پیدا ہو۔
 آہ! کاش تُو اب ہی نئے سرے سے پیدا ہو جائے، ورنہ تیری جوانی کا نئی ہونا، تیرے گناہوں کے نئے ہونے اور تیری ہلاکت کے بڑھنے کے برابر ہو گا۔

اے عزیز دوست، جو تجھے سب سے زیادہ ضرورت ہے، وہ ایک نیا دل ہے، اور وہ صرف ایک ہی دے سکتا ہے — وہ جس نے آسمان و زمین بنائی، یعنی مسیح یسوع۔
 جو تجھے چاہیے وہ یہ کہ تیرے گناہ دُھل جائیں، اور یہ صرف وہی کر سکتا ہے، جس نے پہلے سمندروں کی وادیوں کو بھرا، اور جو اب اپنے ہی خون میں تیرے گناہ دُھو سکتا ہے۔
 اُس پر بھروسا کر، اور یہ کام ہو جائے گا؛ اُس پر بھروسا کر، اور یہ کام ہمیشہ کے لیے پورا ہو جائے گا۔

کیونکہ اُس نے فرمایا ہے جو جھوٹ نہیں بول سکتا: "جو ایمان لائے اور بیتسمہ لے، نجات پائے گا"۔ اِس دوہری حکم کی فرمانبرداری کر، اور فرمانبرداری میں تُو پائے گا کہ خُدا اپنے عہد، اپنے بیٹے، اور تیرے ساتھ — جس سے یہ وعدہ کیا گیا — وفادار ہے، اور تُو نجات پائے گا۔

خُدا تجھے مسیح کی خاطر برکت دے۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپروجن

زبور 42

آیت 1۔

"جیسے ہرنی پانی کے نالوں کو ترستی ہے ویسے ہی اے خُدا! میری جان تجھ کو ترستی ہے۔"
 کہا جاتا ہے کہ جب پانی نہ ملے تو کبھی لوگ ایک ہرنی کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں، جو اپنی فطری حس کے باعث ریگستانی ریت پر دوڑتی ہے اور پانی کے چشمے کو ڈھونڈ نکالتی ہے۔ لیکن اگر وہ نہ پا سکے تو ہرن ایک سوزان پیاس کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ کھڑا ہانپتا ہے، اس کے پہلو اُٹھتے بیٹھتے ہیں، وہ بے قرار پیاس سے تڑپتا ہے۔ داؤد بھی کہتا ہے: "جیسے ہرنی پانی کے نالوں کو ترستی ہے" یا "چِختی ہے"، ویسے ہی میری جان تجھ کو ترستی ہے۔

آیت 2-

"میری جان خُدا کی، ہاں زندہ خُدا کی پیاسی ہے۔ کب میں جا کر خُدا کے حضور حاضر ہوں گا؟" یہ صرف خُدا کی عبادت کی پیاس نہیں، نہ محض خُدا کے لوگوں کی رفاقت کی آرزو، بلکہ خود خُدا کی طلب ہے۔ آہ! کاش ایسی پیاس ہر دل میں ہو۔ خُدا کو پانے کے بعد سب سے بڑی دولت یہ ہے کہ اُس کی پیاس کبھی مٹنے نہ پائے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ کوئی جان جو واقعی خُدا کی پیاسی ہو، کبھی رد کی جا سکتی ہے؟ ناممکن۔ دوزخ میں کوئی ایسی جان نہیں جو سچائی سے خُدا کو چاہتی ہو۔ اے عزیز سننے والے، یہ پیاس فضل ہی کی نشانی ہے؛ اگر تُو زندہ خُدا کا مشتاق ہے، تو یہ فضل تیرے دل میں ہے۔

آیت 3-

"میرے آنسو دن رات میری خوراک رہے ہیں، جب کہ وہ مجھ سے برابر کہتے ہیں کہ تیرا خُدا کہاں ہے؟" یعنی، "تُو چھوڑا گیا ہے، خُدا نے تجھے بھلا دیا ہے۔" اس خیال پر اُس کے آنسو ہی اس کی غذا بن گئے۔ مسیحی کے دل کو سب سے گہرا زخم یہ جملہ لگاتا ہے: "تیرا خُدا کہاں ہے؟"

آیات 4-5-

جب میں ان باتوں کو یاد کرتا ہوں تو اپنا دل اپنے اندر اُنڈیل دیتا ہوں، کیونکہ میں پہلے جماعت کے ساتھ جاتا اور اُن کے ساتھ خُدا کے گھر میں جاتا تھا، خوشی اور شکرگزاری کی آواز کے ساتھ، ایسے مجمع میں جو عید مناتا تھا۔ اے میری جان! تُو کیوں گری جاتی ہے اور تُو میرے اندر کیوں بے قرار ہے؟ تُو خُدا پر توکل رکھ کیونکہ میں اُس کی مدد کے لیے پھر اُس کی ستائش کروں گا۔

دیکھو، اندھیرے میں بھی وہ خُدا سے لپٹا رہتا ہے۔ جب سوال اُس کی جان کو چھیدتا ہے: "تیرا خُدا کہاں ہے؟" تو وہ گویا کہتا ہے: "میں اُس کے سوا کسی کو نہیں چاہوں گا، میں سختی سے اُس کے پیچھے لگوں گا، وہی میرا سب کچھ ہے۔ جب تک وہ شفا نہ دے میں بیمار رہوں گا، جب تک وہ نور نہ دے میں اندھیرے میں رہوں گا، میں کسی کی طرف نہ دیکھوں گا مگر اپنے خُدا کی طرف۔"

آیت 6-

اے میرے خُدا! میری جان میرے اندر پست ہو گئی ہے، اسی لیے میں تجھے یردن کے ملک اور حرمون کی چوٹیوں اور "چھوٹی پہاڑی سے یاد کرتا ہوں۔" یعنی: "میں نے وہاں تجھے پہچانا تھا۔ وہ تیرے ملنے کے مقام تھے۔ وہاں تُو مجھ سے ملا تھا، اور کیا تُو نے مجھ سے اتنی بار محبت سے ملاقات کی، اور اب مجھے ترک کر دے گا؟ تُو نے وہاں اپنی حضوری مجھ پر ظاہر کی جیسا کہ دنیا پر نہیں کرتا، اور تُو تو اٹل محبت کرنے والا ہے۔ کیا تُو پھر مجھ سے نہیں اُٹے گا؟"

آیت 7-

"گہرائی گہرائی کو تیرے آبشاروں کی آواز پر پکارتی ہے۔" آسمان کی مشیت کے بھاری معاملات اور زمین کی سخت آزمائشیں جیسے ہاتھ ملا کر ایک بگولے کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ تیری گہری تقدیر کی آواز انسان کی شرارت اور شیطانی قہر کی گہرائی سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ "گہرائی گہرائی کو پکارتی ہے۔"

تیرے سب موجیں اور لہریں مجھ پر گزر گئی ہیں — گویا تُو نے سمندر کو میرے سر پر مرکوز کر دیا ہے۔"

آیت 8-

"— تو بھی"

آہ! کیا ہی شاندار "تو بھی" ہے۔ اُمید کا یہ جامہ کبھی ٹوٹتا نہیں۔

خُداوند دن کو اپنی شفقت کا حکم دے گا، اور رات کو اُس کا گیت میرے ساتھ ہوگا، اور میری دعا میری زندگی کے خُدا کے "حضور ہوگی۔"

مصیبت کے وقت خُدا ایک فضل یافتہ شخص کو کس قدر عزیز ہو جاتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اُسے اپنی صورت کا نجات دہندہ کہہ رہا تھا، اور اب اُسے اپنی زندگی ہی کہتا ہے: "میری دعا میری زندگی کے خُدا کے حضور ہوگی۔"

آیات 9-11-

میں اپنے خُدا سے جو میرا چٹان ہے کہوں گا: تُو نے مجھے کیوں بھلا دیا؟ میں دشمن کے جبر کے سبب کیوں ماتم کرتا پھرتا ہوں؟ گویا میری ہڈیوں میں تلوار چبھ گئی ہو، میرے دشمن میری تحقیر کرتے ہیں، جب کہ وہ ہر روز مجھ سے کہتے ہیں کہ تیرا خُدا کہاں ہے؟ اے میری جان! تُو کیوں گری جاتی ہے اور میرے اندر کیوں بے قرار ہے؟ تُو خُدا پر توکل رکھ، کیونکہ میں اُسی "کی ستائش کروں گا جو میری صورت کا نجات دہندہ اور میرا خُدا ہے۔"

یا جیسا کہ پرانی زیور کہتی ہے: "ہاں، وہ میرا اپنا خُدا ہے۔"
کیا ہی شیریں جملہ ہے! "ہاں، وہ میرا اپنا خُدا ہے" — گویا وہ خُدا میں سرشار ہے، خُدا میں بے حد لذت پا رہا ہے۔ اُس کے لیے
خُدا ہی سب کچھ ہے۔